ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی

بیرون ہند	ششماہی	عام چندہ	معاونین	سرپرستان
۸ شلنگ	عہ/۸	عہ/۸	للعہ/	صہ/

قیمت فی پرچہ ۱/

منیجر:۔ رشید احمد خاں

تاریخہائے اشاعت:۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۸

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات یا اس کے اسماء یا اس کی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے۔ نہ شریک ہوسکتا ہے۔ ۲۔ ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ ۳۔ خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اُن پر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں۔ ان پر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ (۴) ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ ۵۔ الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے۔ اور ہمیشہ کھلا رہے گا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ جیسا وہ پہلے بولتا تھا۔ اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ ۶۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر برحق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہوسکتے ہیں۔ ۷۔ بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں۔ حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفیع ہوں گے۔ ۸۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی۔ اور قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں وَ آخرین منہم لما یلحقوا بھم الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے۔ اور جس کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے۔ وہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی ہی ہیں۔ اور آپ کے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں۔ ۹۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ جس کے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ کے کمالات کے جامع ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص سوائے آپ کی کامل اطاعت اور آپ کی شاگردی کے اعلےٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہا مومن بھی نہیں ہوسکتا۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں۔ کہ اس امت کی اصلاح کے لئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں۔ کہ اپنی امت کی خود اصلاح کرسکیں۔ اور دجالی فتنہ کو دور کرسکیں؟ پس کیا ضرورت ہے۔ جو دوسرے نبی کو مدد کے لئے بلایا جائے لہذا ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی امت میں سے آپؐ ہی کے فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو کوئی نئی کتاب لائے۔ یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ نیا نہ پرانا۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے۔ اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا۔ اور دوسری طرف آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے۔ جس کے مطابق ہمارا ایمان ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعودؑ) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درجہ نبوت حاصل کیا ہے۔ ۱۰۔ ہم معجزات انبیاءؑ کے قائل ہیں۔ جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے رسولوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے۔ جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ ۱۱۔ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ اور وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے ۱۲۔ مسیح موعود ہی مہدی معہود ہے۔ ۱۳۔ مثیل موسیٰؑ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موسیٰؑ سے افضل اور مثیل مسیحؑ یعنی مسیح موعودؑ مسیحؑ سے افضل ہے۔ ۱۴۔ مسیح موعودؑ کے انکار کا وہی نتیجہ ہے۔ جو دوسرے انبیاءؑ کے انکار کا۔

ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کی تمام نئی یا پرانی کتابیں قرآن مجید۔ حمائلیں معرا و مترجم سیپارے اور قاعدے

کتب خانہ قاسم العلوم

احمدیہ بازار قادیان

سے طلب کریں۔ بارعایت اور جلد تعمیل ہوگی۔

(منیجر کتب خانہ)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) دھرم سالہ۔ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۲۰ر جولائی کو اچھی رہی۔ ۲۱ر جولائی کو حضور جمعہ ادا کرنے کے لئے لوئر دھرم سالہ تشریف لے گئے۔ ۲۴ر جولائی کو بھی حضور کی طبیعت اچھی رہی۔ مگر ۲۴ر جولائی کو حضور معہ اہل و عیال ۳-۴ میل کے فاصلہ پر جو ایک مقام ہے۔ وہاں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر طبیعت ناساز ہو گئی۔ گردے کے مقام پر کچھ درد محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے آمین۔ حضور بحالت صحت ترجمہ قرآن میں مصروف رہتے ہیں۔

(۲) صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے کو اگزیما کی تکلیف میں کسی قدر کمی آنے کے بعد پھر زیادتی ہو گئی ہے۔ احباب درد دل سے صاحبزادہ ممدوح کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ گو ۲۴ر جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ اگزیما کی تکلیف میں مزید تخفیف ہے۔ صاحبزادہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ بھی دھرم سالہ میں ہیں۔ (۳) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو درد سر سے بے چینی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ایک نہایت محفوظ اور نفع مند کاروبار

دوست عموماً دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں کوئی ایسا کاروبار بتایا جاوے۔ جو ایک طرف تو محفوظ ہو۔ اور اس میں خطرے کا احتمال کم ہو۔ اور دوسری طرف اس میں نفع کی بھی کافی توقع ہو۔ یہ ہر دو فائدے عموماً ایک جگہ جمع نہیں ہوا کرتے۔ یعنی بعض تجارتیں نفع مند بہت ہوتی ہیں۔ مگر ان میں خطرے کا پہلو کافی غالب ہوتا ہے۔ اور بعض میں خطرے کا پہلو تو کم ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی نفع کی توقع زیادہ نہیں ہوتی۔ اور ایک حد تک اصولاً یہ درست بھی ہے۔ کہ جہاں کاروبار محفوظ ہو۔ وہاں کسی قدر نفع کی شرح گر جاتی ہے۔

لیکن حال ہی میں خدا کے فضل کے ماتحت سندھ میں ایک جننگ فیکٹری جاری کی گئی ہے۔ جس میں کپاس کے بنولوں کو جدا کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ اور صدر انجمن احمدیہ کا بھی حصہ ہے۔ سندھ کا علاقہ چونکہ کپاس کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور اس میں اعلےٰ قسم کی کپاس کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس علاقہ میں سلسلہ نے نہایت وسیع پیمانہ پر اراضیات بھی حاصل کی ہیں۔ اس لئے یہ کارخانہ نہایت محفوظ حالت میں ہے۔ کیونکہ اپنی اسٹیٹوں کی پیداکردہ کپاس ہی اس کے لئے بڑی حد تک کافی ہو جاتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک لاکھ سے زائد روپیہ میں اعلےٰ درجہ کی مشینری سے قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن کے بالکل ساتھ ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ اس میں معقول منافع ہوا کرے گا۔ پس جو احباب محفوظ اور نفع مند کاروبار میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں۔ ان کے لئے یہ ایک نہایت عمدہ موقع ہے۔ کہ اس جننگ فیکٹری کے حصص خریدیں۔ فی حصہ دس روپے قیمت مقرر ہے۔ لیکن عام حالات میں ایک سو حصوں سے کم حصہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ البتہ خاص حالات میں پچاس حصے تک بھی فروخت ہو سکتے ہیں۔ جو دوست اس کاروبار میں شریک ہونا چاہیں وہ بہت جلد خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرماویں۔

(فرزند علی عفی عنہ سکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرس سندھ جننگ فیکٹری کنری سندھ)
صدر دفتر قادیان دار الامان

مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخلہ کیلئے ایک ضروری اعلان

مجلس مشاورت پر اکثر احباب کے مشورہ سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے اپنی ذاتی رائے کے خلاف یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ آئندہ مدرسہ احمدیہ میں مڈل پاس طلبا لئے جاویں۔ مگر چند ماہ کے تجربہ سے پتہ لگا۔ کہ احباب کی یہ رائے درست نہ تھی۔ اس لئے حضور نے اپنے فیصلہ کو بدلتے ہوئے یہ اجازت عنایت فرمائی ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں حسب دستور سابق پرائمری پاس طلباء لئے جاویں۔ حضور کے اس فیصلہ کے اخبار الفضل میں شائع ہوتے ہی بہت سے احباب نے اپنے بچے مدرسہ احمدیہ کی پہلی میں داخل کر دیئے۔ اور اب تک پچیس طلباء داخل ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ اب مدرسہ احمدیہ میں موسمی رخصتیں شروع ہونے والی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بہت سے احباب جو اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانا چاہتے ہوں۔ وہ یہ خیال کر کے موسمی رخصتوں کی وجہ سے مدرسہ احمدیہ بند ہو گا۔ ان رخصتوں کے بعد اپنے بچوں کو داخل کرائیں گے۔ توقف کر رہے ہوں۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ فوراً اپنے اپنے بچوں کو قادیان میں بھیجدیں۔ کیونکہ پہلی جماعت کو اسلئے کہ اس کا داخلہ ابھی ابھی شروع ہوا۔ موسمی رخصتیں نہ ہوں گی۔ اور پہلی جماعت باقاعدہ کھلی رہے گی۔ اور باقاعدہ تمام مضامین کی پڑھائی ہو گی۔ تاکہ تین ماہ کے بعد جماعت بندی ہونے سے جو پڑھائی میں توقف ہوا ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ پس احباب مطلع ہو جاویں۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کا داخلہ کھلا ہے۔ اور موسمی رخصتوں میں بھی پہلی جماعت کے اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ پورے وقت کے لئے کام کریں گے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو لے آویں۔ اور مدرسہ میں داخل کرا دیں۔ بچے پرائمری پاس ہوں۔ سارٹیفکیٹ ہمراہ لاویں۔ اگر سارٹیفکیٹ کے ملنے میں توقف ہو۔ تو بچوں کو داخل کر دیں۔ سارٹیفکیٹ بعد میں بھیج دیں۔ اور جو طالب علم پرائمری پاس نہیں۔ مگر قابلیت پرائمری پاس کے برابر ہے۔ وہ بھی امتحان لے کر مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ پس دوست فوراً توجہ فرماویں اور اپنے بچے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجدیں۔ بورڈنگ بھی کھلا رہے گا۔ اور مدرسہ بھی کھلا رہے گا۔ والسلام

سید محمد اسحاق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۳۹-۷-۲۲

آل انڈیا نمائشوں میں انعام حاصل کرنیوالی

فلیویا رجسٹرڈ

ہر عمر کا مرد اس دوائی کی ایک گولی سے اس قدر مردمی طاقت حاصل کرتا ہے۔ جو تجربہ سے ظاہر ہو گی۔ جملہ اعضائے رئیسہ کے لئے یہ دوائی اکسیر کا حکم رکھتی ہے مردانہ قوت کا بےنظیر علاج ہے۔ قیمت فی پیکٹ عہ ۸ محصولڈاک ۸ر

فلیویا کیمیکل ورکس ۳۷ فرید کوٹ (پنجاب)

ایک احمدی بھائی کی کہانی
اسکی اپنی زبانی

مجھے بہت عرصہ سے بواسیر کی مرض نے تنگ کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر۔ حکیم اور وید علاج کر کے جواب دے چکے تھے۔ میں تقریباً مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اخبار "الفضل" میں پڑھا۔ کہ حکیم محمد صدیق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چودھری غلام رسول صاحب سب انسپکٹر زمیندارہ بنکس سکھیکے منڈی ملک بشیر احمد صاحب احمدی قادیان جالی فارمیسی شاہدرہ کی تیار کردہ گولیاں بواسیر کھانے کے لئے اور مرہم مسوں پر لگانے کے لئے استعمال کر کے خود فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اور دیگر دوستوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ آزمائش کے طور پر میں نے بھی ہر دو ادویات منگوائیں۔ امید سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا۔ درد اور خون تو دوسرے دن ہی بند ہو گیا۔ میں بواسیر کے مریضوں سے سفارش کروں گا۔ کہ وہ مایوس ہونے سے پہلے

جالی فارمیسی شاہدرہ نزد لاہور

کی ہر دو ادویات قیمتی صرف تین روپے منگوا کر استعمال کریں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

تحریک جدید کا پہلا مطالبہ
صرف ایک کھانا کھایا جائے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس سال یوم تحریک جدید کی تاریخ مقرر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ اس سے پیشتر کم از کم تین جلسے کر کے جماعت میں بیداری پیدا کی جائے۔ مقررہ تاریخ قریب آ رہی ہے۔ جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مطالبات تحریک جدید کو ہر ایک فرد جماعت تک پہنچائیں۔ احباب کی سہولت کے لئے مطالبات کا خلاصہ بترتیب شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ کھانے میں سادگی پیدا کی جائے۔ اور ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کیا جائے۔ اگر مہمان بے تکلف ہو۔ تو اس کے لئے بھی ایک ہی کھانا ہو۔

(انچارج تحریک جدید قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۸

شان مصلح موعود پر سرسری نظر

(۲)

واہ رے زور جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

میں نے فاروق کی ایک گذشتہ اشاعت میں بتلایا تھا۔ کہ شیخ مصری صاحب نے اپنی کتاب شان مصلح موعود تصنیف کرکے اپنے لئے ایک ایسا پُر خار راستہ تجویز کر دیا ہے۔ جس میں ان کے لئے مشکلات اور تکالیف کے پہاڑ ہیں۔ جن کو عبور کرنے کی طاقت مصری صاحب کے نازک اور کمزور پاؤں میں نہیں ہے۔ میں نے مصری صاحب کی کتاب کے دو حوالوں سے ثابت کیا۔ کہ شیخ مصری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مصلح موعود کی پیشگوئی کے ماتحت پیدا شدہ تو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر آپ کو بھی بشارت کے ماتحت پیدا شدہ مانتے ہیں۔ میں آج اُن باتوں سے بھی زیادہ دلچسپ چیز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مصری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بشارت کے ماتحت پیدا شدہ تسلیم کر لیا ہے۔ ان کی ساری کوشش اس امر پر ہے۔ کہ یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں **دو محمود** ہیں۔ تا یہ کسی صورت میں ثابت ہو جائے۔ کہ بشیر اول کی وفات کے بعد بشیر ثانی جو کہ مصلح موعود کا دوسرا نام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر چسپاں نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل مصلح موعود پر چسپاں ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو "بشیر ثانی" تسلیم کر لیں۔ تو پھر تو مصلح موعود تسلیم کر لیا۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

"پس موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔" سبز اشتہار ص۲۱ حاشیہ) اسی سبز اشتہار کے ص۱۷ کے حاشیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔ اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔" (سبز اشتہار ص۱۷)

ان حوالوں اور اسی قسم کے دیگر حوالہ جات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصلح موعود کے ناموں میں سے دو نام "بشیر ثانی" اور "محمود" ہیں۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی کے ص۳۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی تھی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحے میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ (یعنی سبز اشتہار کے لکھے جانے کی تاریخ۔ ناقل) پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔" یہ ہے عبارت اشتہار سبز ص۷ کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۶۰)

اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ "محمود" اور وہ "بشیر ثانی" یا دوسرا بشیر جس کی پیشگوئی موجود تھی۔ اسکو حضرت نے ہمارے مقدس امام خلیفۃ المسیح الثانی پر چسپاں کیا۔ مصری صاحب اس حقیقت کو جانتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تحریرات ان کے پیش نظر تھیں۔ محمود اور بشیر ثانی کے نام صاف طور پر ان کو اسی وجود پر چسپاں نظر آ رہے تھے۔ کہ تعصب کی آگ بھڑکی۔ اور ان کو تفکر کے ایک میدان میں لے گئی۔ گو اسمیں بہت حد تک نقل ہے۔ اور میں مصری صاحب کی اس کتاب کو صرف مصری صاحب کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس میں نتائج کسی اور مصلح موعود بننے کے شوقین کے بھی ہیں۔

مگر خیر مصری صاحب کو صرف ایک صورت نظر آئی۔ وہی صورت جو قطعاً ان کے خلاف تھی۔ آج سے چند برس پیشتر جبکہ اہل پیغام نے شور و شر کا سلسلہ برپا کیا۔ تو ان کے دماغوں نے یہ سوچا۔ کہ آؤ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو محدثیت کا جامہ پہنا کر ظل اور اصل کے فرق وغیرہ کی گول مول بحث میں لگا کر مشتبہ کر دیا جائے۔ مگر ان کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت مشتبہ نہ ہو سکی۔ اور نبوت کو تسلیم کرنے والے پیدا ہوتے رہے۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح مصری صاحب نے سوچا ہے۔ کہ میں اس مصلح موعود والی پیشگوئی کو جو ایک صریح اور صاف پیشگوئی ہے۔ پیچیدہ تر بناؤں۔ اور سادہ لوح احباب کے لئے یا ان احباب کے لئے جن کو اس پیشگوئی پر زیادہ غور کا موقعہ نہیں ملا۔ کچھ مشکلات پیدا کر دوں۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ ان کی یہ کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور وہ بالکل اسی طرح اپنے مقاصد میں خائب و خاسر رہیں گے۔ کہ جس طرح پیغامی رہے۔ انشاء اللہ۔

بہر حال مصری صاحب اس کوشش میں مشغول ہوئے۔ کہ آؤ ہم ایک ایسا رویہ اختیار کریں۔ جس کے سحر سے شاید سادہ لوح لوگ مسحور ہو جائیں۔ مگر مصری صاحب۔ گو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ وار ہے۔ مگر ان کو غلط راہ پر لگانے والا عمداً ان کی توجہ کو راہ راست سے ہٹانے والا انسان بھی خدا کا قرب حاصل کرنے سے محروم ہی نہیں رہتا۔ بلکہ اسکی سزا۔ اس کا جرم۔ اس کا قصور دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسلیئے کاش آپ اس رویہ کو جس میں آپ نے جماعت کو مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اختیار نہ کریں۔

مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ محمود دو ہیں ایک مصلح موعود اور دوسرا خلیفۃ المسیح الثانی۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے جو دوسرا بشیر کا لفظ ہے۔ وہ دراصل اور نوعیت کا ہے۔ کہ جس طرح ایک شخص کا لڑکا فوت ہو جاوے۔ اس کا نام زید ہو۔ تو لوگ اسے تسلی دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ تجھے دوسرا زید دیگا۔ بالکل اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لڑکا بشیر اول جب فوت ہوا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ کہ تمہیں دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ گویا یہ الگ بشارت تھی۔ اس کا پہلی سے تعلق نہیں۔ اور یہ بشارت ایک تعزیت اور تسلی تھی۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک لڑکے کی بشارت دے دی۔ اور اسے دوسرا بشیر اسی لحاظ سے کہا ہے۔ چنانچہ مصری صاحب لکھتے ہیں۔

"پس صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو حضرت اقدسؑ نے سبز اشتہار میں اشتہار دہم جولائی کی طرف منسوب کرتے ہوئے "دوسرا بشیر" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہ ایک لڑکے کے معنے میں استعمال کیا ہے۔ یعنی ایسا لڑکا جو بشیر اول کے عوض میں حضور کو ملے گا۔" ص۱۷۰

پھر صفحہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں۔

"اشتہار دہم جولائی میں جو ایک لڑکے کے دیئے جانے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ بشیر اول کے علاوہ نہیں۔ بلکہ اسی کے عوض میں ایک لڑکے کے دیئے جانے کی خبر تھی۔ اور یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تعزیت اور تسلی کے تھی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ سنت ہے۔ کہ وہ ایسے موقعوں پر پیش از وقت ہی تعزیت اور تسلی دیا کرتا ہے۔ اور اسی بنا پر حضرت اقدس نے بشیر اول کے بعد آنے والے لڑکے کو دوسرا بشیر کہہ کر پکارا۔"

پھر صفحہ ۱۷۳ پر لکھتے ہیں:۔

"صاف معلوم ہو گیا۔ کہ حضور کو بشیر اول کے عوض جلد ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی جو بشارت دی گئی تھی۔ اسی کو دوسرا پیرا دیکر دوسرے بشیر کے لفظوں میں ادا کر دیا۔ اور یہ طرز کلام بول چال کے مطابق ہے۔ عام بول چال میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ جب کسی کا لڑکا فوت

ہو جائے۔ تو اسکی زبان سے یہی نکل جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا زید دے دیا ہے۔ پس اسی عام بول چال کے ماتحت حضرت اقدس نے بھی یہ فرما دیا۔ کہ خدا مجھے دوسرا بشیر دیگا۔"

مصری صاحب کے ان اقتباسات سے ناظرین پر یہ اظہر من الشمس ہو گیا ہوگا۔ کہ مصری صاحب "دوسرا البشیر" کا لفظ جو صاف طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر چسپاں ہوتا تھا۔ یہاں چسپاں نہیں کرتے۔ اور اسے عام بول چال کے مطابق قرار دیتے ہوئے اسے الہامی نہیں سمجھتے۔ (حالانکہ یہ مصری صاحب کی انتہائی نادانی یا تجاہل عارفانہ ہے۔ کیونکہ میں انشاء اللہ اپنے موقعہ پر یہ ثابت کرونگا۔ کہ بشیر ثانی جو یہاں بھی استعمال ہوا ہے۔ الہامی ہی ہے) اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی درباره مصلح موعود کے مصداق وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو قرار نہیں دیتے۔

دوسری بات۔ قسط اول کی طرح میں اس قسط میں وہی ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ نہ سہی مصلح موعود۔ مگر بشارات کے ماتحت پیدا شدہ تو تسلیم کر لیا۔ اب دیکھئے مصری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو "عوضی لڑکا" تسلیم کر لیا۔ اور اس بات کے تسلیم کرنے سے انہیں کوئی انکار نہیں ہے۔ کہ بشیر اول کے فوت ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دوسرا البشیر کہلانا صرف رواج تھا۔ اور آپ بشیر اول کے عوض کے طور پر آئے۔ کسی پہلی پیشگوئی کے مصداق نہیں۔

چلو دو گھڑی کے لئے مصری صاحب کی اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز عوضی لڑکے ہیں۔ اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ مگر اس بات کے تسلیم کرتے ہوئے بھی مصری صاحب نے یہ تو تسلیم کر لیا۔ کہ آپ بشارت کے ماتحت پیدا شدہ ہیں۔ اور یہ بشارت بطور تعزیت اور تسلی کے ہے۔ گویا مصری صاحب کے نزدیک بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بشارت کے ماتحت پیدا ہوئے ہیں۔ پس جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بشارت کے ماتحت پیدا ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اصل قائم کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اس وقت تک اولاد کی بشارت نہیں دیتا۔ جب تک اس کا صالح ہونا مقدر نہ ہو۔ تو اس اصل کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دامن عصمت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح بالکل پاک وصاف ہے۔ اپنے تو کہتے ہی یہی ہیں۔ مگر دیکھئے آج ایک دشمن مخالف نے بھی شہادت دی۔

مصری صاحب یاد رہے۔ جب تک آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اصل آپ کے سامنے رکھا جائے گا۔ اور آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ وہ وقت گذر گیا۔ جب صداقت کو آپ کسی طرح مشتبہ کر سکتے تھے۔ مگر اب یہ تیسرا مقام ہے۔ جس پر آپ نے اپنی کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بشارت کے ماتحت تسلیم کیا۔ اب یا تو انکار کر دیں۔ اور یہ کہیں۔ کہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں کسی بشارت کے ماتحت آپ کی پیدائش کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کو تسلیم کیجئے۔ مصری صاحب یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا بھی دم بھریں۔ اور آپ کے فرمان کے خلاف بھی کریں۔ یہ تو نہایت ہی حیا سوز حرکات ہیں۔ کہ اپنے روحانی باپ کو روحانی باپ تسلیم کرتے ہوئے اسکے اصولوں کو جن کی تائید قرآن مجید اور عقل اور سمجھ کرتے ہیں ٹھکرایا جاوے۔ اور ان کی کوئی قدر اور قیمت نہ رہے۔

مصری صاحب آپ تو اپنی کتاب کے شروع ٹائیٹل میں لکھتے ہیں:-

"میں اس کتاب کو احباب کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اس کتاب کو خدا کے لئے کسی دشمن کی تصنیف نہ سمجھیں۔ بلکہ اسے اپنے ایک خیر خواہ بھائی کی معروضات کا مجموعہ یقین کر کے تعصب سے علیحدہ ہو کر اس کا مطالعہ فرماویں۔ بدقسمتی سے آج کل اس خاکسار کو حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا دشمن مشہور کیا جاتا ہے۔ کبھی سلسلہ کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی مرتد بنایا جاتا ہے۔ اور کبھی منافق کا لقب عطا کیا جاتا ہے۔ مگر میں احباب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان میں سے ایک بات بھی سچی نہیں۔"

اگر یہ باتیں غلط ہیں۔ تو بتلائیے۔ آپ نے یہ طرز کیوں اختیار کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے احکام کو اپنے لئے واجب العمل بھی سمجھتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح الثانی کو بشارت کے ماتحت پیدا ہوئے تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اصل کو جو آپؑ نے قائم کیا ہے۔ کہ انبیاء اولیاء کو اس وقت تک اولاد کی بشارت نہیں دی جاتی۔ جب تک اس کا صالح ہونا مقدر نہ ہو۔ مانتے ہی نہیں۔

کیا ایسا فعل منافقت نہیں کہلا سکتا۔ کیا اگر آپ کے اس فعل کو کہ احمدی کہلا کر آپ احمدیوں کے دشمنوں سے تعلقات پیدا کریں۔ سلسلہ کی دشمنی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ اور کیا اپنے روحانی باپ کے خاندان پر حیا سوز حملے آپ کے خاندان سے دوستی اور محبت کا ثبوت ہے۔ مصری صاحب آپ کی یہ تمام کارروائیاں احمدیت کی اشاعت کے لئے ہی ہوں گی۔ مصری صاحب آپ کی پیغامیوں کے ساتھ ساز باز جماعت کے ساتھ ہمدردی ہوگی۔ ہائے افسوس۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے پھر کہتے ہیں۔ کہ سب جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔

مصری صاحب اگر یہی سچ ہے۔ جو آپ کہتے ہیں۔ تو بتلائیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بشارت کے ماتحت پیدا ہوئے تسلیم کرتے ہوئے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کیریکٹر پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مصری صاحب۔ آپ کی پارٹی۔ آپ کے ہمنشین اور حاشیہ نشینوں کا تو پروپیگنڈا ہی یہی ہے۔ اور اسی میں آپ لوگ راحت محسوس کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس فرزند کے سینے کو چھلنی کیا جائے۔ مصری صاحب کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے۔ کتاب شائع ہونے کے بعد ہی سہی۔ کہ میں نے بشارت کے ماتحت بھی تسلیم کیا۔ مسیح موعودؑ کو بھی حکم عدل مانا۔ مگر وہ خیالات اب بھی میرے دل میں قائم ہیں۔

مصری صاحب آخر کیا کیا جائے۔ دلوں کو پھاڑ کر نہیں دیکھا جا سکتا۔ مگر آپ کی تحریر سے آپ کے دل کا حال خوب معلوم ہو رہا ہے۔ مصری صاحب ہم کو کیا ضرورت کسی کو منافق کہیں۔ مگر کیا اگر ہم نہ کہیں گے۔ تو غیر بھی نہ کہیں گے۔ ایک انصاف پسند آدمی کے سامنے اس معاملہ کو رکھ دیا جاوے۔ کہ مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر قول و فعل کو اپنے لئے احمدی کہلانے کی صورت میں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کو خدا نے بشارت دی ہے۔ کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور مصری صاحب نے تسلیم کیا۔ کہ بشارت کے ماتحت پیدا ہوا۔ مگر اب مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ مصری صاحب یہی بات ہے۔ جو اگر پہلے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔ تو اب نہیں رہ سکتی تھی۔ منافق کا لفظ کسی پر استعمال کرنے کو ہم بھی پسند نہیں کرتے۔ مگر جو شخص حکم و عدل کو حکم مان کر ان کے اصل کا انکار کرے۔ اسکو مومن تو کیا ایک نیک اور شریف انسان بھی کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

مصری صاحب ممکن ہے۔ کہ آپ کو ہمارے سیدھے سادے الفاظ ذرا تلخ معلوم ہوتے ہوں۔ مگر میں سچ سچ کہہ دوں۔ کہ جس طرح آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

"ہاں حقیقی دوستی کا مفہوم اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا ہے۔ اور اس اشتباہ کی وجہ سے لبا اوقات دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھ لیا جاتا ہے۔"

میں بھی آپ کے الفاظ دہراتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ ہمیں اب بھی آپ سے ہمدردی ہے۔ اب بھی آپ سے تعلق ہے۔ اسی تعلق اور ہمدردی کا جذبہ ہی اس مضمون کے لکھنے کی طرف مائل ہے۔ اور یہی حقیقی دوستی ہے۔ جو ہم کو آپ سے ہو سکتی ہے۔

"ہاں حقیقی دوستی کا مفہوم اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا ہے۔ اور اس اشتباہ کی وجہ سے لبا اوقات دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھ لیا جاتا ہے۔"

پس اگر مصری صاحب نے یہ کتاب دیانت اور ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ لکھی ہے۔ تو وہ آئیں اور اس دوغلہ پن کی حقیقت سمجھائیں۔ کہ وہ ایسے خیالات کے رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق اس قسم کی لچر باتیں کسی صورت میں کر سکتے ہیں۔ مگر شیخ مصری صاحب مجھے آپ سے اس سوال کا جواب پوچھتے ہوئے بھی ڈر محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ یہ تو تسلیم کر چکے۔ کہ موجودہ خلیفۃ المسیح الثانی کی

پیدائش حسب بشارات الٰہی ہے۔ کہیں جھنجھلا کر یہ بھی نہ کہہ دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام پیشگوئیاں ہی غلط تھیں۔ اسلئے یہ تمام باتیں غلط ہیں۔ مصری صاحب یہ مخالفین یا ایسے بدیہ والے لوگوں کا آخری مقام ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر پہنچ کر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ مگر کیا کریں۔ منافق کا لفظ مصری صاحب کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ سوال مصری صاحب پر کرنے کے لئے ہم مجبور ہیں

مصری صاحب۔ آپ سوچیں۔ کہ کس طرح آپ نے مجبور ہو کر ان باتوں کو تسلیم کیا۔ مگر جو باتیں آپ نے تسلیم کی ہیں۔ خواہ وہ غلط ہوں یا صحیح۔ بہر حال وہ اس درجہ اور پایہ کی ضرور ہیں۔ کہ یقیناً آپکے پاس اُن کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں۔

(۱) آپ نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بشیر اول کے **عوض** پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ کم از کم بشیر اول جن صفات کا حامل ہو۔ وہ صفات ان میں بھی ہوں۔ گو ہونی تو زیادہ چاہئیں مگر کم از کم وہ صفات تو ضرور ہونی چاہئیں۔ جو کہ بشیر اول میں تھیں۔ کیونکہ اگر آنے والے لڑکے نے اس جیسا نہیں ہونا ہے۔ تو یہ بشارت کیسی۔ اور عوض کیسا۔ عوض کے لئے ضروری ہے کہ بشیر اول جیسی صفات ضرور بشیر ثانی میں ہوں۔ آؤ اب ہم دیکھیں۔ کہ بشیر اول کی کیا صفات تھیں۔ مصری صاحب اپنی تحریر کے بموجب اس بات کے لئے مجبور ہیں۔ کہ کم از کم وہ صفات موجودہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ میں تسلیم کریں۔ کیونکہ انہوں نے خود ہی اس کو **عوض** قرار دیا ہے۔

(۲) انسانی بول چال میں بھی انسان یہی خیال کرتا ہے۔ کہ جب کسی کو کہے۔ کہ خدا تجھے دوسرا زید دے گا۔ اسکو تسلی اسی صورت میں دیتا ہے۔ کہ اسکی صفات کم از کم پہلے کے برابر ہوں گی۔ انسانی صورتوں میں تو اس کے خلاف ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ دوسرا لڑکا ایسا نہ ہو۔ مگر جب خدا تسلی دے۔ تو پھر اس صورت میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ آپ کم از کم ان صفات کے حامل ہوں۔ جن صفات کا حامل بشیر اول تھا۔ بلکہ نعم البدل ہوں۔

(۳) عام رواج یہی ہے۔ کہ جو چیز عوض میں دی جائے۔ وہ قیمت میں اس سے بہتر یا کم از کم اس کے برابر ضرور ہوتی ہے۔ کم تو کسی صورت میں ممکن نہیں۔ کیونکہ بعض اہل کرم لوگ زیادہ بھی دے دیتے ہیں۔ جب ایسے لوگ جو مخلوق ہیں۔ محتاج ہیں۔ عوض پورا کر دیتے ہیں۔ بلکہ زیادہ بھی دے دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ خالق کون و مکان ہے۔ یقیناً جو عوض دیگا۔ وہ پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ انسان اور خدا کی قدرتوں اور جود و سخا میں بہت فرق ہے۔ وہ محکوم ہے۔ اور یہ حاکم۔ محکوم کے عوض اور حاکم کے عوض میں بہت زیادہ فرق ہے۔

پس مصری صاحب آپ کے لئے یہ ضروری ہو گیا۔ کہ اگر آپ موجودہ امام کو مصلح موعود تسلیم نہیں کرتے۔ تو ان صفات کے برابر یا زیادہ آپ کو اپنی تحریر اور عقیدہ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور اگر آپ پھر بھی ضد کریں۔ اور نہ مانیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آپ نے جو کچھ اپنی کتاب میں لکھا۔ اس پر خطِ تنسیخ کھینچ دی۔

آئیے اب ہم دیکھیں۔ کہ بشیر اول کن صفات کا حامل تھا۔ یہ بھی میں اپنے پاس سے نہیں لکھتا۔ بلکہ مصری صاحب نے خود ہی ان صفات کو اکٹھا کر دیا ہے۔

"پاک[۱] یعنی معصوم۔ عموائیل[۲] (خدا ہمارے ساتھ ہے) بشیر[۳]۔ مقدس[۴] روح کا مالک رجس[۵] سے پاک۔ اللہ[۶] کا نور۔ آسمان[۷] سے آنے والا۔ مبارک[۸]۔"

پھر وہ صفات روح کی ہیں۔ جو بشیر اول کی پیدائش پر بتائی گئی ہیں۔

"شاہد[۱]۔ مبشر[۲]۔ نذیر[۳]۔ چراغ الدین[۴]۔ صیّب[۵] (بارش) خدا با ماست[۶] (خدا ہمارے ساتھ ہے) رحمت[۷] حق با ماست (حق کی رحمت ہمارے ساتھ ہے) ید اللہ[۸] بجلال و جمال۔ جاءک[۹] النور و ھو افضل منک نور اللہ[۱۰]" (شان مصلح موعود ص۲۰۸ و ۲۰۹)

پس یہ وہ صفات ہیں۔ جن کا حامل بشیر اول تھا۔ اور یہ ایسی صفات تھیں۔ کہ جس کے متعلق مصری صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خیال تھا۔ کہ شاید یہی مصلح موعود ہو۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں۔ "پھر حضرت اقدس نے اس کے متعلق جو کچھ سمجھا۔ اس کا پتہ کچھ تو اس بات سے لگ سکتا ہے۔ کہ حضور نے اسی لڑکے کو ہی اسکی زندگی تک مصلح موعود سمجھے رکھا۔" ص۲۰۹۔ اور اسی بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔

"خدا تعالےٰ نے اس پسر متوفی (یعنی بشیر اول) کے استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دیئے تھے۔ اور اسی بنا پر خیالی طور پر یہ گمان کیا گیا تھا۔ کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ اسکی ذاتی استعداد اور مطہر اور مقدس ہونے کی حالت جو اسکی پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی۔ **وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔"**

یہ صفات ہیں۔ جو مصری صاحب نے خود بھی لکھی ہیں۔ جو کہ بشیر اول میں تھیں۔ بلکہ یہ ایسی صفات ہیں۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا یہ صفات مصلح موعود کے برابر ہی نہیں۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

اب جس طرح کہ مصری صاحب نے تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود نہیں۔ ہاں بشیر اول کا **عوض ضرور ہیں**۔ میں کہتا ہوں آیئے مصری صاحب یہی تسلیم کیجیئے۔ کم از کم ان صفات کے حامل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ضرور ہیں۔ مصلح موعود نہ مانو۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک کے بموجب **مصلح موعود سے** کہیں بڑھ کر مانو۔ کیونکہ آپ نے خود بشیر اول کا عوض قرار دیا ہے۔ شیخ مصری صاحب کیا میں اب آپ کے الفاظ میں ہی نہ کہوں۔ "اب اس عبارت کو پڑھ کر احباب خود ہی فیصلہ کر لیں۔ کہ آیا ان میں سے اس لڑکے کے متعلق کوئی صفات بیان کی گئی ہیں یا نہیں۔ اور آیا وہ صفات ایسی اعلےٰ درجہ کی ہیں یا نہیں۔ کہ ان کے حاصل کرنے والے کے متعلق یہ کہا جا سکے۔ کہ وہ فرزند صالح موصوف بصفات حسنہ ہے۔"

پس حاصل کلام یہ ہے۔ کہ

(۱) مصری صاحب نے بشارات کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش تسلیم کر لی۔ اس لئے آپ صالح ضرور ہیں۔ اور ان کی صالحیت پر اعتراض کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور صداقت کا دم بھرنا کھلی اور صریح منافقت اور مسیح موعودؑ کے خاندان سے دشمنی ہے۔

(۲) مصری صاحب کے خیال میں چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش بشیر اول کے **عوض** میں ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مصری صاحب کم از کم وہ صفات آپ میں تسلیم کریں۔ جو بشیر اول میں تھیں۔ اور جو مصلح موعود کی صفات سے کہیں بڑھ کر تھیں۔ پس مصری صاحب کے لئے اپنی کتاب کی رو سے ضروری ہو گیا۔ کہ خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود سے کہیں بڑھ کر تسلیم کریں۔

(۳) اگر مصری صاحب ایسا نہ کریں۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ مصری صاحب خلق خدا کو گمراہ کر کے ان کو معبود حقیقی سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔ اور جماعت کو فتنہ اور فساد اور افتراق میں ڈال کر سلسلہ سے دشمنی کرنا چاہتے ہیں۔

پس میں نے بتلایا۔ کہ مصری صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اپنی عمارت کو جو جھوٹ پر رکھی گئی تھی۔ آپ گرا لیا۔ الحمد للہ۔ اور وہ اشتباہ کا سلسلہ جو قائم ہو سکتا تھا۔ مٹ گیا۔ اگر مصری صاحب کو اپنی تحریر اور عقیدہ کا پاس ہے۔ تو یقیناً وہ اب سمجھ جائیں گے۔ ورنہ یہ یقینی بات ہے۔ کہ کل کو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب پر بھی کمر باندھیں گے۔ گو عملی تکذیب تو کر رہے ہیں۔ مگر پھر زبان سے بھی کریں گے۔ خدا کرے۔ کہ ایسا وقت نہ آئے۔ اور مصری صاحب تعصب کی عینک اتار کر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اپنی جان پر رحم کریں۔ اپنی بیوی اور بچوں پر رحم کریں۔ اپنے حلقہ اثر پر رحم کریں۔ اور جماعت احمدیہ پر رحم کریں۔ اور اپنے گمراہ کن خیالات سے خلق خدا کو گمراہ نہ کریں۔ مصری صاحب۔ خدا کی محبت اگر دل میں ہو۔ تو ایسی بات انسان سے سرزد نہیں ہوتی۔ اے کاش آپ زمین کی طرف مائل نہ ہوتے۔ اور زمینی نہ بنتے۔ اے کاش آپ دنیا کی طرف نہ جھکتے۔ اور اسے اپنا نہ بناتے۔

مصری صاحب۔

دنیائے دوں کو آگ لگاتے تو خوب تھا
کوچہ میں اسکے دھونی رماتے تو خوب تھا

باقی پھر (وہی خیر اندیش)

حفظانِ صحت

مندرجہ ذیل مضمون نہایت قابل قدر اور مفید عام ہے جو ایک ہونہار نوجوان احمدی میڈیکل سٹوڈنٹ علی گڑھ نے لکھا ہے۔ احباب اس کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ اور عمل میں لاویں۔ (ایڈیٹر)

تربیت جسم انسانی

زمانہ کا موجودہ دَور جس میں سے ہم آجکل گزر رہے ہیں۔ سائنس کی حیرت انگیز ترقیات کا زمانہ ہے۔ یہ وہ جدوجہد کا زمانہ ہے۔ جس میں ہم میں سے بہت سے افراد کو حد درجہ مصروفیت رہتی ہے۔ لہٰذا ایسے نازک زمانہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہمیں صبرؔ استقلال اور قوت برداشت کی ضرورت درکار ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے۔ کہ قوت برداشت جو ہمیں اس قابل بناتی ہے۔ کہ دن بھر کی دوڑ دھوپ اور پریشانیوں کے بعد بھی ہم تروتازہ اور خوش و خرم رہیں۔ اور اسی طرح سالہا سال کا عرصہ گذر جائے۔ یہ زیادہ پسندیدہ خواہش ہے بہ نسبت طاقت کے۔

درحقیقت اگر کوئی شخص زیادہ محتاط نہ رہے۔ تو جسمانی کثرت کی زیادتی جو عضلاتی طاقت کو نہ صرف برقرار رکھنے کے لئے بلکہ بڑھانے کے لئے کی جائے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ ان اعضاء کو کمزور بنا دے۔ جن اعضاء کی صحت اور توانائی پر حیات انسانی کا دارومدار ہے۔

رہی یہ بات کہ قوت برداشت کسے کہتے ہیں۔ اور وہ کیسے پیدا ہوتی ہے؟ تو واضح ہونا چاہیئے۔ کہ برداشت مسلسل کام کرنے کی وہ قوت ہے۔ جو محنت سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ قوت برداشت کی اہمیت وسیع معانی میں صحت جسمانی سے کچھ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس میں ذہنی اور جسمانی حالتیں دونوں شامل ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ اسلئے اگر ہم حسب خواہش نتائج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ہر عضو کو اس کے افعال صحیح طریق پر انجام دینے کی ترغیب دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بعدہٗ ان کے مناسب استعمال کا خیال رکھنا چاہیئے۔

رہا یہ سوال کہ مناسب استعمال اور موزون پرورش میں کونسی باتیں شامل ہیں۔ تو یہ اپنی جگہ ایک مستقل اور وسیع سوال ہے۔ جس کے حل کرنے کی کوشش ایک بہت لمبا وقت چاہتی ہے۔ اور اس کے حل کرنے کے سلسلہ میں ہمیں ایک اہم حقیقت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور وہ حقیقت یہ ہے۔ جو شے ایک شخص کے لئے تریاق ہے۔ وہی دوسرے کے لئے سم قاتل ہے۔

آٹھ سنہری اصول

جہاں تک انسانی جسم کی پرورش اور اس کے مناسب استعمال کا تعلق ہے۔ صحت جسمانی کے آٹھ قوانین ہیں۔ جن میں سے سب سے پہلا قاعدہ وسعت خیالی ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ خیال کا اثر یا تو غذائیت کا ہوتا ہے۔ یا زہر کا۔ مثبت خیال تعمیری ہوتا ہے اسلئے پرورش کنندہ کو تریاق کا کام دیتی ہے۔ دوسرا خیال جسے منفی کہتے ہیں۔ یہ تخریبی ہوتا ہے۔ لہٰذا جسم پر سم قاتل کا اثر کرتا ہے۔ منفی خیالات سے دل کو پاک کرنے کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ دل کو مثبت خیالات سے اتنا بھر دیا جائے۔ کہ منفی خیالات کی طرف توجہ ہی نہ ہونے پائے۔ جس مرد یا عورت کے خیالات عمدہ بشاشش اور پرامید ہوتے ہیں۔ اس کا تخیل مثبت ہوتا ہے۔ اسے صحت و طاقت و قوت۔ حیات اور توانائی بخشتے ہیں۔ برخلاف ان کے جن کے خیالات منفی یعنی پراگندہ خیالات بھرے ہوتے ہیں۔ وہ عام طور پر بے بنیاد خطرات۔ شبہات۔ پریشانیوں اور رقابتوں اور دیگر خرابیوں سے پریشان حال رہتے ہیں۔ اور ہر بات میں انہیں ناامیدی۔ یاس حسرت دامنگیر رہتی ہے۔ اگر ان خیالات کا تدارک کما حقہٗ نہ کیا جائے۔ تو یہ خیالی باتیں اور توہمات اصلیت کے سانچ میں ڈھل کر مستقل شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور بالآخر کسی وبا کی شکل میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

دوسرا اصل

ہماری صحت کا دوسرا قانون جس پر صحت کا دارومدار ہے۔ وہ صحیح طریق پر سانس لینا ہے۔ کیونکہ طب جدید کی تحقیقات کا جہاں تک تعلق ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ موجودہ مختلف قسم کے امراض میں سے پچھتر فی صدی امراض سانس کے ذریعہ سے ہمارے جسم میں مہلک جراثیم کے داخلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہر ایک بیماری جو ہم پر حملہ کرتی ہے۔ وہ خدا کے محافظین کی غفلت یا یوں کہیئے کہ ان محافظین سے ہم درست طور پر کام نہیں لیتے ہیں۔ اسلئے یہی محافظین پھر ان امراض کے خریدنے میں ممد اور معاون بن جاتے ہیں۔ اور قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔ تنفس کے خراب طریق ہماری قوت حیات کی کمی کے پورے ضامن ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ ہمیں کھلے ہوادار مکانوں میں رہنا چاہیئے۔ اور بیشتر وقت کھلی ہوا میں صرف کرنا چاہیئے۔ ہوا کی آمدورفت کے خراب انتظام کے بعد دوسرا سقم جس سے تباہ کن اور مہلک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ وہ پھیپھڑوں کے بالائی حصوں (دصلوہ لے) سے سانس لینے کی قبیح عادت ہے۔

ایک اور بُری عادت جس کے شکار بہت سے آدمی ہوتے ہیں۔ وہ منہ کے ذریعہ سانس لینا ہے۔ خدا نے ہمیں دو نتھنے اسلئے دیئے ہیں۔ کہ ان سے سانس لیا جائے۔ منہ کے ذریعہ سانس لینے میں بہت قباحتیں ہیں۔ مثلاً گرد و غبار اور خوفناک امراض کے جراثیم ان نازک اور لطیف اعضاء میں داخل ہو کر ان کے اندر خلش پیدا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ سرد اور خشک ہوا سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جس سے کہ مقابلہ کرنے کی قوت میں کمی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

کچھ مدت تک متواتر کوشش کرنے سے انسان کو ناک سے سانس لینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تمام جاندار جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے انسان ہی ایک ایسا جاندار ہے۔ جسے قدرت نے نتھنے اسلئے عطا کئے ہیں۔ کہ ان سے سانس لے۔ اسی لئے ان میں باریک باریک بال پیدا کئے۔ جو ایک جال کا کام کرتے ہیں۔ یعنی جب ہم سانس لیتے ہیں۔ تو اس ہوا کے ساتھ غریب اشیاء مثلاً گرد و غبار۔ باریک باریک ذرات شامل ہو جاتے ہیں۔ جو کہ نتھنوں کے ذریعہ سانس لینے سے ان بالوں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے خالص ہوا ہمارے خون میں مل جاتی ہے۔ یہ ایک رسالہ میں مَیں نے ایک انگریز خاتون کے متعلق پڑھا تھا۔ کہ اس کا بچہ پنگوڑے میں سوتے ہوئے منہ کھلا رکھتا اور منہ سے سانس لیا کرتا تھا۔ وہ انگریز خاتون اپنے بچہ کے منہ کو بند کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ تاکہ بچے کو نتھنوں کے ذریعہ سانس لینے کی عادت ہو۔ چنانچہ چند روز کی متواتر کوشش اور نگرانی سے اس کا بچہ نتھنوں سے سانس لینے لگا۔ اور پھر سوتے ہوئے کبھی منہ کھول کر نہ سوتا۔

انسان کا نتھنوں سے سانس لینا بھی دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔ اور یہ ایک ممتاز بات ہے۔ جو کہ انسان کو دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔

تیسرا اصل

جسمانی صحت کا تیسرا قانون یہ ہے۔ کہ صحیح طریق پر پانی پیا جائے۔ جسم انسانی کی ترکیب کیمیاوی میں انشی فی صدی پانی موجود ہے۔ اور باقی بیس فی صدی دوسری اشیاء وغیرہ۔ انسان بغیر کھائے کئی دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن پانی کے بغیر رہنا بہت مشکل ہے۔ اسلئے پانی ہر دو تین گھنٹوں کے بعد پیتے رہنا چاہیئے۔ ورنہ بہت مضر نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ پانی کب پینا چاہیئے۔ تو اس کے متعلق مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ کھانا کھانے سے پہلے ہی پانی پی لینا چاہیئے۔ اور کسی کا یہ قول ہے۔ کہ کھانے کے درمیان میں پینا چاہیئے۔ اور کوئی اس طریق کو پسند کرتا ہے۔ کہ کھانے کے بعد ایک گھنٹہ بعد پیا جائے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن ہماری دانست میں یہی طریق درست اور واجب العمل ہے۔ کہ کھانے کے دوران ہی میں پانی پیا جائے۔ لیکن ضرورت کے مطابق۔ بعض لوگوں کا یہ طریق ہوتا ہے۔ کہ ہر دو ایک لقموں کے بعد کچھ پانی پی لیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ عادی ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ طریق ہرگز

حفظان صحت کے اصول کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔ کھانے کے اوقات کے علاوہ جب پیاس لگے۔ پانی پینا چاہیئے لیکن اعتدال کے ساتھ۔ اور صبح کے وقت اگر نہار منہ کچھ پانی پی لیا جائے۔ تو صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ اب سوال باقی یہ رہ جاتا ہے۔ کہ کتنا اور کیسا پانی پینا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسکی صحیح رہنمائی سچی پیاس کر سکتی ہے۔ اور صاف مطہر پانی قدرتی مشروب ہے۔ صاف اور مقطر پانی بہترین طور پر جسم کو طاقت بخشتا اور پرورش کرتا ہے۔ چائے قہوہ اور شراب کے استعمال سے احتراز بہتر ہے۔

چوتھا اصل

جسمانی صحت کے قیام کے لئے چوتھا اصل غذا کا درست طریق پر کھانا ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ بہت سے لوگ اپنی قبریں اپنے دانتوں سے کھودتے ہیں۔ خوراک کو بغیر اچھی طرح چبائے کے نگل جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہضم ٹھیک نہیں ہوتا۔ معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور بھوک نہیں لگتی۔ اور جب اشتہاء صادق مفقود ہو جاتی ہے۔ تو اسے ابھارنے کے لئے طرح طرح کے مصالحہ دار چٹ پٹے کھانوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ قبر کا فاصلہ تیزی سے طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ سچی بھوک جو اس بارے میں ہماری بہترین راہنما ہے۔ کہ کیا اور کب کھانا چاہیئے۔ بالکل گمراہ ہو جاتی ہے۔ اور اسکی جگہ گائے بیل کی بھوک لے لیتی ہے۔ جسے جوع البقر کہتے ہیں۔

سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اشتہائے صادق کے قیام کے لئے از بس ضروری ہے۔ کہ کھانا اسی وقت کھایا جائے۔ جب کہ بھوک خوب لگی ہو۔ اور اتنا کھانا چاہیئے۔ جتنی اسکی ضرورت ہو۔ دوسری ضروری بات خوراک کو اچھی طرح چبانا ہے۔ کیونکہ ہاضمہ کا پہلا فعل منہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور لعاب دہن کے ذریعہ ہوتا ہے۔

یہاں پر یہ بات بیان کر دینا بہت ضروری ہے۔ اور یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ غذا کو چبانے کے دوران میں کسی کوشش اور بے صبری اور خاص خیالات کو ہرگز پاس نہیں آنے دینا چاہیئے۔ کیونکہ ان باتوں کا اہم اثر معدہ پر ہوتا ہے۔ اور اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسلیئے کھانا کھاتے وقت کامل سکون۔ اطمینان ہونا چاہیئے۔ اور یہ خیال ہونا چاہیئے۔ کہ خوراک عمدہ اور لذیذ ہے۔ اس کے کھانے سے ہمارے جسم کی پرورش ہوگی۔ خون صالح پیدا ہوگا اور صحت عمدہ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

ان خیالات کو دماغ میں لاتے ہوئے آہستہ آہستہ چبا کر اور مزے لے لے کر کھانا از بس ضروری اور مفید ہے۔

پانچواں اصل

پانچواں سب سے زیادہ ضروری اصل یہ ہے۔ کہ ورزش درست طریق پر اور مناسب وقت پر موسم کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنی چاہیئے۔ ورزش کرنے کے تین اہم فائدے ہیں۔

(۱) جس عضو جسم کی ورزش کی جائے۔ اس میں غذائیت کے اجزاء کو تقسیم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

(۲) فضلات کا اخراج اس حصۂ جسم سے درست رکھتی ہے۔

(۳) دماغی اعصاب محرکہ کو Motor centres تقویت دیتی ہے۔

اب ورزش کے متعلق ذیل کے امور قابل ذکر اور اہم ہیں۔

صحت کا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ ہمارے جسم کا توازن قائم رہے۔ اسلیئے ورزش کرتے وقت اس بات کا خیال رہے۔ کہ گہرا سانس لیا جائے۔ جسم کے عضلات اور خاصکر پیٹ کے عضلات کو حرکت میں لایا جائے۔ صحت۔ طاقت اور قوت برداشت حاصل کرنے کے لئے ورزش کرنی چاہیئے۔ جہاں تک ممکن ہے۔ کھلی ہواؤں میں کھیلو۔ کودو۔ زیادتی سے احتراز کرو۔ اتنی ورزش کرو۔ جس سے کہ تمہیں تکان محسوس ہونے لگے۔ اور جب تکان محسوس ہونے لگے۔ تو ورزش کرنی ختم کر دو۔ باقاعدگی کا خیال رکھو۔

جسمانی اعضاء کا تناسب اس طرح حاصل ہوتا ہے۔ کہ جسم کے ہر حصہ کی مناسب حد تک ورزش کی جائے۔ اور سائنٹیفک طریق پر ورزش کی جائے۔

چھٹا اصل

اس کے بعد چھٹا قانون یہ ہے۔ کہ جسم کی اور رہائش کی جگہ کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ جسم کی صفائی کے لئے صرف ظاہری طور پر غسل کر لینا خوشبو لگا لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ باطنی صفائی بھی ضروری ہے۔ خیالات پاک ہوں۔ روح کو سرور اور طراوت حاصل ہو۔ ظاہری صفائی کے لئے ہم غسل کرتے ہیں۔ غسل کے دو مقصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جلد سے گرد و غبار دور ہو۔ دوسرے خارجی مادوں کو صاف کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جلد کو تحریک دے کر اسکو اپنا فعل اچھی طرح انجام دینے کے قابل بناتا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر غسل باقاعدہ اور روزانہ تازہ پانی سے کرنا بہت ضروری ہے۔

غسل کے بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سرد پانی کا غسل صبح لینا چاہیئے۔ اور اگر گرم پانی سے غسل کرنا ہو۔ تو شام کے وقت لینا چاہیئے۔ کیونکہ سرد غسل کا اثر محرک ہوتا ہے۔ اور جسم کو سکیڑتا ہے۔ اور گرم پانی کا غسل جسم کے عضلات میں انبساط پیدا کرتا ہے۔

ساتواں اصل

جسم کو قدرتی حالت پر ڈھیلا چھوڑا جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بے فکر رہنا سیکھا جائے۔ تاکہ جسم انسانی کے انجن کو کامل آرام کا موقع ملے۔ اس مقصد کے لئے پیٹھ کے بل لیٹ جانا چاہیئے۔ اور عضلات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور جسم کے ہر حصہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ کہ اس حصۂ جسم میں کسی قسم کی کھچاوٹ تو نہیں محسوس ہوتی۔ یہ مشق کم سے کم اگر پانچ منٹ روزانہ کی جائے۔ تو اس کا اثر صحت پر فرحت بخش ہوگا۔

آٹھواں اصل

درست طریق پر سونا ہے۔ اس کے متعلق آج کل سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کتنا سونا چاہیئے۔ اور کب سونا چاہیئے۔ اس سوال کا جواب نہایت طویل اور بحث طلب ہے تاہم مختصر طور پر آج کل کے مختلف خیالات اور ماہرین طب کے نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک نوجوان آدمی کے لئے کم سے کم چھ گھنٹے کی نیند ضروری ہے۔ اور بچے کے لئے آٹھ دس گھنٹے اور بوڑھی عمر والوں کو زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹے کی نیند کافی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کب سونا چاہیئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک میں مختلف صوبوں اور علاقوں کے قدرتی طور پر آب و ہوا کے لحاظ سے سونے کے اوقات بھی مختلف ہیں۔ بعض لوگ دن کو سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور بعض رات کو اور آج کل زمانہ کی ترقی کی رفتار کے مطابق نہایت مصروفیت کا زمانہ ہے۔ اور بیشتر طبقہ زراعت پیشہ اور دستکار ہے۔ اس لئے ان کے لئے صرف رات کا موقع ہی سب سے زیادہ غنیمت اور مفید ہے۔ اور نئی تحقیق کے مطابق بھی یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ رات کے وقت بارہ بجے سے پہلے ایک گھنٹہ کی نیند بارہ بجے کے بعد کی دو گھنٹہ کی نیند کے مترادف ہے۔ اور دن کے وقت جو لوگ سوتے ہیں۔ وہ بھی مجبوراً ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو رات کے وقت کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسا کرنا ان کے ذریعہ معاش کے لئے ضروری ہے۔ لہذا ان کی یہ علت ہو چکی ہے۔ ان کے لئے کوئی مضائقہ نہیں۔ ان لوگوں کے علاوہ جو لوگ دن کو سوتے ہیں۔ صحت کے لئے چنداں مفید نہیں ہے۔

تھوڑی نیند سونے سے دماغ کی طاقت میں خلل پڑتا ہے۔ نظام عصبی بگڑ جاتا ہے۔ خفقان اور مالیخولیا جیسے امراض لاحق ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا جسم کو کامل آرام پہنچانے کے لئے اور دماغی طاقت بحال رکھنے کے لئے پوری نیند سونا از بس ضروری ہے۔ سوتے وقت دماغ کو خوف رنج۔ تفکرات سے خالی ہونا چاہیئے۔ اور دوسرے جذبات سے آزاد اور فراغت ہونی چاہیئے۔

سوتے وقت دن کے استعمال کے کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے پہن لینے چاہئیں۔ اگر ممکن ہو۔ تو غسل کر کے سونا چاہیئے۔ اس طرح سے جسم کو راحت اور آرام محسوس ہوتا ہے۔ اور طبیعت کی کھچاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اور نیند خوب مزے کی آتی ہے۔

سوتے وقت دائیں کروٹ کے بل سونا چاہیئے۔ اور دل اور دماغ میں پاک جذبات۔ نیک خیال۔ دوسروں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کی خواہش لے کر سونا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے جب تم صبح اٹھو گے۔ تمہاری طبیعت ہشاش بشاش اور اپنی خیالات کو لئے ہوئے ہوگی۔ اور اس طرح تمام دن آرام اور راحت سے بسر ہوگا۔ اور حقیقی فرحت اور خوشی نصیب ہوگی۔ پس حقیقی خوشی اور مسرت صحت کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی یہ چیزیں عطا کرے۔ آمین۔

(سید فیاض حسین اختر میڈیکل سٹوڈنٹ علیگڈھ)

عیسائی مشن!

الوہیت یسوع اور چند سوال

عیسائی صاحبان ایک ایسے شخص کو خدائی صف میں جگہ دے رہے ہیں۔ جسے ایک کمزور اور ناتوان عورت نے جنا۔ جو دنیا میں دیگر انسانوں کی مانند قانونِ قدرت کے مطابق پلا۔ جس میں کہ تمام لوازمات بشری موجود تھے۔ وہ ہماری طرح کھاتا۔ پیتا۔ اٹھتا بیٹھتا۔ سوتا اور جاگتا تھا۔ ظاہری لحاظ سے بھی کوئی فوق العادت امر اس میں نہ تھا۔ جس کی زندگی کس مپرسی اور گمنامی میں بسر ہوئی۔ جس نے بنی اسرائیل کے معمولی نبیوں جیسی بھی کامیابی حاصل نہ کی۔ بلکہ برعکس اس کے اس کا چال چلن اور کیرکٹر بھی ہمیشہ مشتبہ رہا۔ پس ایسے انسان کو صورت اور شکل سے شناخت کرنا کہ وہ خدا ہے۔ ایک خیال موہوم اور باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ پھر اگر گذشتہ انبیاء میں سے ہی کسی نے خدا تعالےٰ سے بشارت پاکر یہ خبر دی ہوتی۔ کہ کسی زمانہ میں خدا تعالےٰ انسانی ضروریات اور لوازمات بشری کا محتاج ہوکر عوام الناس کی طرح رحم مادر میں داخل ہوکر جنم لے گا پھر عام لوگوں کی مانند زندگی بسر کرے گا۔ تب بھی کوئی بات تھی۔ سو کوئی عیسائی عہد عتیق سے ایسا حوالہ پیش کرنے کی جرأت نہ کریگا۔

دوم جس یسوع مسیح کو خدا قرار دیا جارہا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بارہا صرف انسان اور آدمی کہا۔ جیسا کہ جب یسوع بیابان میں شیطان سے آزمائش کے لئے لایا گیا۔ تب آزمائش کرنے والے نے اس کے پاس آکر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جائیں۔ اس نے جواب میں کہا۔ کہ آدمی صرف روٹی ہی سے نہیں۔ بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ جیتا ہے۔" متی پھر یسوع نے کہا۔ کہ "لومڑیوں کے لئے ماندیں اور آسمان کے پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں۔ پر ابن انسان کے لئے جگہ نہیں۔ جہاں اپنا سر چھپائے۔" متی ۸/۲۰ "تاکہ تم جانو ابن انسان کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔" متی ۹/۶۔ "ابن انسان کھاتا پیتا آیا۔" متی ۱۱/۱۳۔

مندرجہ بالا حوالجات سے بالکل ظاہر و باہر ہے۔ کہ یسوع اپنے آپ کو صرف دائرۂ انسانیت کے اندر محدود رکھتا ہے لیکن آپ لوگ محض خوش فہمی سے اسے خدائی کے مرتبہ پر کھڑا کر رہے ہیں۔ جس یسوع کو آپ خدا مانتے ہیں۔ کیا اس نے بھی ایسے الفاظ میں کبھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ جو کہ صرف اور صرف باری تعالےٰ کے لئے مخصوص ہوں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو کیا آپ لوگوں کی مثال کاسۂ از آتش گرم تر کی نہیں۔

سوم:۔ حضرت یسوع کے حواری بھی آپ کو محض انسان سمجھتے تھے۔ نہ کہ خدا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالجات سے عیاں ہے۔

"یسوع ناصری ایک شخص تھا۔ جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ثابت ہے۔" اعمال ۲/۲۲

"اس نے ایک دن ٹھیرایا ہے۔ جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت کرے گا۔ ایک آدمی کی معرفت جسے اس نے مقرر کیا ہے۔ اور اسے مردوں میں سے اٹھا کر یہ بات سب پر ثابت کی۔" اعمال ۱۷/۲۱۔

"پر یہ نہیں۔ کہ جس قدر خطا اسی قدر بخشش کیونکہ جب ایک ہی کی خطا کے سبب بہتیرے مر گئے۔ تو ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کا فضل اور فضل سے بخشش بہتیروں پر کتنی زیادہ بڑھ کے ہوئی۔" رومیوں ۵/۱۵

الغرض حواریوں نے بھی یسوع کو انسان جانا نہ کہ خدا۔ اگر یہ امر درست نہیں۔ تو کیا کوئی ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ بارہ حواریوں میں سے کسی ایک نے بھی حضرت یسوع کو ایسے الفاظ سے خطاب کیا ہو۔ جو لفظ محض الوہیت باری کے لئے مخصوص ہو۔

چہارم۔ کیا یسوع کے حواری اسکی عبادت کرتے تھے۔ یا خدائے واحد لاشریک کی۔ اگر خدا کی جو کہ واحد لاشریک ہے۔ تو یسوع کی خدائی نہ رہی۔ جیسا کہ مندرجۂ ذیل حوالجات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حواری ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔ نہ کہ یسوع کی۔ "ہم ہی جو روح سے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور یسوع مسیح پر فخر کرتے ہیں۔" فلپی ۳/۳۔

"اس اکیلے سچے خدا کی تعریف۔ وہ مبارک اور اکیلا حاکم بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا ہے۔ فقط اسی کو ہے وہ اس نور میں رہتا ہے۔ جس حد تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسے کسی انسان نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ اسکی قدرت اور عزت ابدی ہے۔"

(عصمت علی احمدی از ٹانڈہ)

درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام دراصل ایک ہی بیماری کے ہیں۔ جب گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو صرف پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے (گردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقع ہے) جن کے گردوں میں پتھری ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت سرخ مرچ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام درد گردہ یا قولنج گردہ ہے۔

علاج:۔ ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے۔ کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ۔

ہمارا طرز علاج:۔ "پتھری توڑ عا"

یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ساری خارج ہو جاتی ہے۔ اور گردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو "قبض کشا گولیاں عا" کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ

دواخانہ ومطب حکیم مولوی نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

اسلامی تمدن

قسط ہفتم

سچی گواہی دینا

(۱۶)

آج کل گواہی دینے میں بہت ہچکچاہٹ کی جاتی ہے۔ اور لوگ بھی گواہوں کی حیثیت زر خرید غلاموں کی سی سمجھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ گواہ کو چند روپے دے کر خریدا جا سکتا ہے۔ یا کسی کو چند روپے یا اور کوئی لالچ دیکر گواہ بنایا جا سکتا ہے۔ یہ سب باتیں اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ہر حالت میں سچی گواہی دینی چاہیئے۔ اور جب ایک چیز کا علم ہے۔ اور اس کے متعلق شہادت بھی طلب کی جاتی ہے۔ تو اس کا چھپانا گناہ ہے۔ اس وقت جو حق بات ہے۔ وہ انسان کہہ دے۔ اور سچائی کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔

۱۔ یا ایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم والوالدین والاقربین (مائدہ ۱۴۰) اے ایمان لانے والے لوگو! تم انصاف کو قائم کرنے والے بنو۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے گواہی دو۔ اگرچہ وہ تمہارے اپنے ہی خلاف ہو۔ یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

۲۔ واقیموا الشہادۃ للہ ذالک یوعظ بہ من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر (الطلاق ۱۶) اور تم گواہی کو اللہ کی خاطر درست درست ادا کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لاتا ہے۔

۳۔ یا ایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شناٰن قوم علیٰ ان لا تعدلوا (مائدہ ۲۶) اے وہ لوگو۔ جو ایمان لائے ہو۔ تم خدا کی خاطر انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے۔ کہ تم انصاف کو چھوڑ دو۔

۴۔ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اٰثمٌ قلبہ واللہ بما تعملون علیم (البقرہ ۳۹) اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو اسے چھپائیگا اس کا دل گنہگار ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے

اعمال کو جاننے والا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

۱۔ حزیم بن فاتک سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد فرمایا۔ کہ جھوٹی گواہی دینا اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ حضور نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی پرستش کی گندگی نیز جھوٹی بات کے کہنے سے پرہیز کرو۔ پس ہر حالت میں سچی گواہی دینی چاہیئے۔ اور جس شخص سے کوئی گواہی طلب کی جائے۔ اور اس کو اس کے متعلق علم ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کو ظاہر کرے۔ اور ایسے موقع پر اسکو کوئی رشتہ داری یا دوستی یا لالچ یا اور کوئی وجہ اس امر سے نہ روکے۔ ورنہ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک مجرم ہوگا۔ کیونکہ اس نے ایک گواہی کو چھپایا ہے۔ اور اس طرح انصاف اور حق کے قائم کرنے سے روگردانی کی ہے۔ عین ممکن ہے۔ کہ اسکی جھوٹی گواہی دینے کی وجہ سے ایک مجرم تو سزا سے بچ جاوے۔ اور ایک بے قصور مجرم قرار دیا جاوے۔ اب اس بے قصور کی سزا کا اصل ذمہ وار یہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے۔

بدظنّی

(۱۷)

انسان اپنی بہت سی مشکلات بدظنی اور بدگمانی سے پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہ ایسی بُری چیز ہے۔ جو انسانی زندگی کو نہایت درجہ تلخ بنا دیتی ہے۔ اس بُری عادت سے ہر وقت بچنا چاہیئے۔ اور جب تک کسی بات کا صحیح علم نہ ہو۔ یونہی بُرا خیال قائم نہیں کر لینا چاہیئے۔ یہ شیطانی طریق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔

۱۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظنّ۔ ان بعض الظن اثمٌ (حجرات ۲۴) اے ایماندار لوگو۔ تم ظنی امور سے بہت اجتناب کرو۔ کیونکہ بسا اوقات خیالی باتیں گناہ کا موجب ہوتی ہیں۔

۲۔ ان الظنّ لا یغنی من الحق شیئًا۔ (نجم ع۲) خیالی بات حقیقی امر کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

۳۔ ویعذب المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات الظانین باللہ ظنّ السوء علیہم دائرۃ السوء و غضب اللہ علیہم ولعنہم واعدلہم جہنم وساءت مصیرا (فتح ۱۶) اور خدا تعالےٰ عذاب دیگا۔ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جنہوں نے خدا پر بدظنی کی۔ اور بدگمانی کی۔ یہ لوگ مصیبت کے چکر میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان پر غضبناک ہُوا۔ اور اس نے ان پر لعنت کی۔ اور جہنم کا بدترین مقام ان کے لئے تیار کیا۔

حدیث شریف میں اسکی بہت مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس مذموم عادت سے منع کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے لوگو۔ تم بدظنی سے بہت بچو۔ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تم کسی کے عیب کی تلاش نہ کرو۔ نہ جستجو کرو۔ آپس میں حسد اور بغض نہ رکھو۔ نہ ہی کسی کی غیر حاضری میں برائی کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے بن جاوٴ۔ (بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ جب دوزخی جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کو یہی فرمائے گا۔ کہ تمہارا یہ گناہ ہے۔ کہ تم نے اللہ تعالےٰ سے بدظنّی کی۔ بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ خطاکاروں کو معاف کر دیگا۔ اور نیکوکاروں کو عذاب دیگا۔ یہ بھی خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے۔ اس لئے کہ اسکی صفتِ عدل کے خلاف کرتا ہے۔ اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اس نے مقرر فرمائے ہیں۔ بالکل ضائع کر دینا اور بے سود ٹھہراتا ہے پس یاد رکھو۔ کہ بدظنی کا انجام جہنّم ہے۔ اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔ بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کو جڑ سے کاٹنے والی چیز ہے۔ اسلیئے تم اس سے بچو۔"

(الحکم ۱۰ر مئی ۱۹۰۵ء)

آئندہ مردم شماری

ہندوستان کی آئندہ مردم شماری نزدیک آرہی ہے۔ محکمہ مردم شماری نے بہت سے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ قریبًا تمام صوبوں میں افسروں کا تقرر ہو چکا ہے۔ جو بہت جلدی اپنا کام شروع کرنے والے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں جب قوموں کے حقوق کا انحصار ووٹ پر ہے۔ تو مردم شماری پہلے سے بہت اہم چیز ہوگی۔ مسلمانوں کو اسکی اہمیت سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ اسلامی اخبارات میں بڑے زور سے لکھا جا رہا ہے۔ کہ ہندو غالبًا اس مردم شماری میں مختلف حیثیتوں سے مسلمانوں کو در ماندہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسلیئے مسلمانوں کا ہر جگہ فرض ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر اپنے حقوق کی پوری نگہداشت کریں۔ کسی جگہ مسلمانوں کی تعداد اصل سے کم درج نہ ہونے دیں۔ اور حکومت کی مردم شماری میں مدد کریں۔ تاکہ اصل حالات ظاہر ہو سکیں۔ آریہ اور ہندو مہاسبھائی اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے غفلت نہ برتنی چاہیئے۔ یہ موقعہ ان کے لئے اچھا ہے۔

پنجاب کے جیل خانوں میں قیدیوں سے رعایت

پنجاب کے جیل خانوں میں آج تک قیدیوں کی حالت بڑی کس مپرسی میں تھی۔ اخبارات میں ہزاروں شکایتیں طبع ہوتی رہیں۔ ملک کے لیڈروں نے ان بیچاروں کی حالت پر کئی دفعہ آنسو بہائے۔ اب معلوم ہُوا ہے۔ کہ وزارت پنجاب نے جو جدید اصلاحات کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ پنجاب کے جیلوں میں جو قیدی ماخوذ ہیں۔ آئندہ انہیں تین موقعوں پر پرائیویٹ کپڑے پہننے کی اجازت دی جائے۔

(۱) جب وہ عدالت میں پیش کئے جائیں۔

(۲) جب ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل کئے جائیں۔

(۳) جب وہ اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کریں۔ ابھی اور بھی بہت سی باتیں قابل اصلاح ہیں۔ امید ہے۔ کہ حکومت ان پر بھی توجہ کرے گی۔

افریقہ میں تعلیم یافتہ اشخاص کے لئے سنہری موقعہ

مسٹر سمیع اللہ بیگ علیگ نے ایک خط میں اطلاع دی ہے۔ کہ افریقہ میں اگر تعلیم یافتہ نوجوان تشریف لاویں۔ تو ان کے لئے روزگار کا اچھا میدان موجود ہے۔ اچھے ڈاکٹر اور سند یافتہ ایڈووکیٹ وکیلوں کے لئے بڑا میدان ہے۔ آغا سکول ممباسہ اور محکمہ تعلیم میں بھی پڑھے لکھے نوجوانوں کی کھپت ہو سکتی ہے۔ افریقہ میں لباس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ کہ کوٹ پتلون ضروری ہے۔ اچکن سے بھی گذر ہو سکتا ہے۔ مگر بہتر کوٹ پتلون کو سمجھا جائیگا۔ نالے قالین اور دریاں بنانے والے لوگوں کو بھی اچھا روزگار مل جاتا ہے۔ زراعت بڑے سکیل پر ہونے کے کئی موقعے ہیں۔ جو بھائی جانا چاہیں۔ وہ پوسٹ آفس بکس ۱۵۱۲ نیروبی افریقہ مسٹر سمیع اللہ بیگ سے خط وکتابت کریں۔

ایک یورپین عورت کے پیٹ سے ۵ جوڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں

لنڈن کی ایک اطلاع ہے۔ کہ کینیڈا کے ایک مقام کالنڈار میں ایک یورپین خاتون کے ۵ جوڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ شہنشاہ جارج ششم اور ملکہ معظمہ نے شہر ٹورنٹو میں ان لڑکیوں کو ان کے والد مسٹر ار لیوڈن کو پیش کرنے کی دعوت دی۔ اور شاہ اور ملکہ نے ان کا معائنہ کیا۔

سرزمین ہند سے متعلق اہم باتیں

سائمن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی سالانہ آمدنی فی نفس اوسطًا ایک سو دس روپیہ ہے۔ اور ہندوستان کے دیگر ماہر اقتصادیات کے اندازہ کے مطابق فی نفس ۷۵ روپیہ سالانہ آمدنی ہے۔ ہندوستان کے تمام باشندوں کی سالانہ آمدنی دو ہزار پانچ سو کروڑ بتائی جاتی ہے۔ لیکن آج کل نرخ میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے ایک ہزار سات سو پچاس کروڑ

سالانہ آمدنی رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں کل دو لاکھ اور ۹۳ ہزار افراد ایسے ہیں۔ جن کی سالانہ آمدنی دو ہزار سے زائد ہے۔ ایک لاکھ یا ایک لاکھ سے زائد سالانہ پیدا کرنے والے صرف ۳۵۵ افراد ہیں۔ کینیڈا میں فی ہزار دس آدمی فوت ہوتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ایک ہزار میں چوبیس آدمی انتقال کرتے ہیں۔ ایک ہندی کی عمر منجملہ دوسرے لوگوں کے عمر کے تناسب سے ۲۶ سال ہوتی ہے۔ انگلینڈ کے باشندہ کی عمر ۵۷ سال بتائی جاتی ہے۔ صنعت و حرفت کے پیشہ میں ایک ہندی ۱۲ روپیہ کماتا ہے۔ تو اسی پیشہ سے ایک امریکن ۷۲۱ روپیہ پیدا کر لیتا ہے۔ ہند میں ہر سال ۹۰ لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ۶۰ لاکھ بچے آغوشِ مرگ میں سو جاتے ہیں۔ ہندوستان میں زچگی کی وجہ سے فی ہزار ۳۷ عورتیں جاں بحق ہو جاتی ہیں۔ ہندوستان میں ۸ فی صدی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ۹۲ فی صدی اجہل۔ اس کے برعکس دیگر ترقی یافتہ شہروں میں ۸۰ فی صدی سے کم تعلیمیافتہ لوگ نہیں پائے جاتے۔ ہندوستان کی حکومت ساڑھے بارہ ارب کی مقروض ہے۔ سرزمینِ ہند کے ۸۹ فی صدی لوگوں کا ذراعت پر گذارہ ہے۔ ہندوستان کے کسان ۱۷۰۰ کروڑ روپیہ کے مقروض ہیں۔ (ماخوذ)

جو لوگ عملاً مصیبتوں اور مشکلات کی پروا نہیں کریں گے وہی آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے تحریک جدید کی قربانیوں کی یاد تازہ کرانے اور ان پر عملاً لبیک کہنے کے لئے ۱۵ر اگست جلسوں کی تاریخ مقرر فرما چکے ہیں۔ اور اس سے پہلے تحریک جدید کا جلسہ مردوں۔ عورتوں اور بچوں کا الگ الگ بھی ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی اس کے حضور ایدہ اللہ تعالے یہ بھی اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ

"بہت سے دوستوں کے وعدے تھے۔ کہ وہ جون یا جولائی تک اپنے وعدے پورے کر دیں گے۔ اس کے لئے سب جماعتیں تحریک کریں۔ کہ سب کے وعدے ۱۵ر اگست تک ادا ہو جائیں۔ تا وہ ثواب میں چھ ماہ آگے بڑھ جائیں۔ آخر جو رقم دینی ہے۔ وہ دینی ہی ہے۔ اور جو وقت پر یا وقت سے پہلے ادا کر دے۔ وہ ثواب کا زیادہ مستحق ہو جاتا ہے۔"

اس کے لئے ہر جماعت اور اس کے ہر فرد کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا وعدہ ۱۵ر اگست تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ کیونکہ آخر جو وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کیا ہے۔ وہ تو پورا کرنا ہی ہے۔ پھر کیوں نہ یہ کوشش کی جائے۔ کہ وعدہ وقت سے قبل پورا ہو جائے۔ اور جماعتیں اور ان کے افراد اس کوشش میں سرگرم عمل رہیں۔ کہ ان کی جماعت کا وعدہ ۱۵ر اگست تک ہی پورا ہو جائے۔ چنانچہ جماعت شموگا۔ میسور جس کا وعدہ ۳۷۸/-/- کا آٹھ احباب نے کیا تھا۔ جب حضور کا خطبہ سنایا گیا۔ تو ہر دوست نے کہا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ ہم اپنا وعدہ اسی ماہ میں پورا کر دیں گے۔ اگرچہ ان کا وعدہ ماہوار قسط سے تھا۔ اور قسطیں باقاعدہ وصول ہو رہی تھیں۔ مگر حضور کے ارشاد کی تعمیل میں انہوں نے قسطوں کی بقیہ رقم بھیجکر ۳۸۰/-/- وعدے کی رقم سو فی صدی پوری کر دی۔ اور جماعت آگرہ نے ۱۹۵/-/- جماعت فارم نے ۶۴/-/- عثمان آباد ۴۶/-/- پوری ۱۷۳/-/- آرہ بہاز نے ۵۸/-/- موسیٰ خیل ۱۱۸/-/- بھیج کر اپنے وعدوں کو بعض نے سو فی صدی۔ بعض نے نوّے فی صدی پورے کئے۔ شہر سیالکوٹ کی جماعت کے امیر چودھری محمد شاہ نواز خاں صاحب نے لکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جماعت تحریک جدید کا چندہ بہت سا ادا کر چکی ہے۔ اور جو بقیہ رقم رہتی ہے۔ اس کے لئے بفضل خدا امید ہے۔ کہ اگست میں پوری کر دی جاوے گی۔ مکرمی حاجی شبیر خاں صاحب پنشنر تحریک جدید کے سکرٹری مال تھوڑے عرصہ سے مقرر ہوئے ہیں۔ حاجی صاحب اپنے فرض کو سرگرمی اور محنت سے سرانجام دینے والے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چارج لیتے ہی تحریک جدید کے چندے کی طرف حضور کے خطبات سے کر خاص توجہ کی۔ اور احباب سے کافی رقم وصول کر کے ارسال کی ہے۔ امیر جماعت اور حاجی صاحب اپنا چندہ سو فی صدی پورا کر چکے ہیں۔ امیر صاحب کا وعدہ ۲۸۵/-/- کا تھا۔ جن جماعتوں کے کارکن اپنا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان جماعتوں کے دوسرے احباب بھی جلدی ادا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور ایسے کارکن احباب ہی تحریک کر کے وصول بھی جلدی کر لیتے ہیں۔ لیکن جن جماعتوں کے کارکن خود وعدہ کرنے یا ادا کرنے میں سستی دکھاتے ہیں۔ ان کے دوسرے احباب بھی وقت سے پہلے ادا کرنے میں غفلت کر جاتے ہیں۔ یا وقت پر ادا کرنے سے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور وقت گذر جانے پر ندامت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں پہنچاتی۔ پس کارکنوں کو خود اپنا عملی نمونہ دکھانا چاہیئے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا جماعتیں دکھا چکی ہیں۔ سیالکوٹ کی جماعت کا وعدہ ۱۲۴۷/-/- تھا۔ اس میں سے ۸۱۰/-/- روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ جو ۶۶ فیصدی ہے۔ بقیہ رقم کے لئے لکھا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالے اگست میں پوری کر دی جاویگی۔

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ کی پریذیڈنٹ محترمہ سیدہ فضیلت بیگم صاحبہ وہ ہیں۔ جو شروع تحریک سے نہایت تندہی اور سرگرمی سے کام کر رہی ہیں۔ آپ نے اس سال کا اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد دوسری بہنوں سے وصولی کی طرف توجہ کی۔ اور انہی ایام میں ۴۴/-/- کی رقم وصول کر کے ارسال کی ہے۔ جو ان کے وعدے کی نسبت سے ۶۶ فی صدی ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا۔ کہ میں سیالکوٹ سے باہر جا رہی ہوں۔ میں غیر حاضری میں بھی کوشش کرونگی۔ کہ ایک قسط ماہ اگست میں ارسال کر دوں۔ اور بقیہ رقم بھی انشاء اللہ تعالے وقت سے پہلے ادا کرنے کی فکر میں رہوں گی۔ جن جماعتوں کی لجنہ اماء اللہ کے وعدے سال پنجم میں ہیں۔ انہیں اس عملی نمونہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے وعدوں کے وصول کرنے میں توجہ کرنی چاہیئے۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۵ر اگست تک کوشش کریں۔ کہ ان کی لجنہ کے وعدے پورے ہوں۔ سیالکوٹ کی طرح ان بڑی جماعتوں کو جن کے وعدوں کی وصولی کی نسبت بہت کم ہے۔ ان کو معلوم ہو جائے کہ سال پنجم میں سے آٹھ ماہ کا عرصہ ختم ہو رہا ہے۔ اور چار ماہ کا قلیل ترین وقت ہے۔ مگر کام ان کے ذمہ بہت زیادہ ہے۔ اسلیئے ان کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ ہر جماعت کو خواہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ شہری ہو یا زمیندار یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا وعدہ کم سے کم ۷۵ فی صدی اگست میں پورا ہو جائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالے کے ذیل کے ارشادات پیش کرتے ہوئے التماس ہے۔ کہ تحریک جدید کے وعدوں کی طرف خاص توجہ فرما کر ثواب حاصل کریں۔ فرماتے ہیں:۔

"ہزارہا لوگ ہماری جماعت میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو بسا اوقات چندے کے لئے فاقہ برداشت کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھیجتے ہیں۔ اور اس تنگی کے باوجود اپنے دل میں بشاشت پاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ خدا کا قرض اس لئے ہے۔ کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ درحقیقت یہی لوگ ہیں۔ جن کی وجہ سے خدا نے جماعت احمدیہ کی تعریف کی ہے۔"

"بے شک اس سال چندوں کی بھرمار ہے۔ مگر جو کام ہمارے سامنے ہے۔ وہ بھی بہت بڑا ہے۔ اور وہ اشاعت اسلام کے لئے مستقل جائیداد کا پیدا کرنا ہے۔ جو لوگ اس راہ میں مشکلات کی پروا نہیں کریں گے۔ اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے۔ وہی لوگ ہیں۔ جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔"

"مجبوریاں سب کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص پیچھے ہٹے اور دوسرا انہی حالات میں سے گذرتے ہوئے ثابت کر دے۔ کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہم مجبور ہیں۔ انہوں نے غلط کہا تھا۔ کیونکہ ان ہی حالات میں دوسروں نے قربانی کی۔ اور وہ کامیاب ہوئے۔"

کتنی بڑی جماعتیں پیچھے ہیں۔ میں ان کو خاص طور پر ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ بڑائی تعداد سے نہیں۔ بلکہ بڑائی قربانی سے ہوتی ہے۔ پس انہیں بڑائی کے قیام کے لئے بڑی قربانیاں دکھلانی چاہئیں۔"

پس ہر جماعت کو اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا وعدہ ۱۵ر اگست تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ اللہ تعالے توفیق بخشے۔ آمین والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

تفریحی کالم

بعض دفعہ بڑے بڑے سمجھدار انسان بھی بھول کر بیٹھتے ہیں۔ اور ان سے ایسی ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ جو مدتوں تعلیم یافتہ طبقہ میں تفریح و تفنن کا باعث بنتی ہیں۔ ہم ناظرین فاروق کو بھی ان سے لطف اندوز کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

گذشتہ سال دورہ کے دوران میں ایک ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ایک ہسپتال کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جس کے دروازہ پر "ویلکم" یعنی خوش آمدید کا ماٹو سنہری حروف میں آویزاں تھا۔ صاحب موصوف نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ ہسپتال میں آنے کو کیونکر باعث مسرت و تہنیت قرار دیا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بڑے حاکم جیل خانہ دیکھنے گئے۔ تو اس کے دروازہ پر بھی "ویلکم" کا ماٹو لگایا گیا تھا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ایک لطف اندوز واقعہ یہ ہے کہ پانی پت میں مولانا حالی مرحوم کی قبر دیکھنے کے لئے ایک حاکم اعلیٰ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ماتحت افسر نے "ویلکم" کا ماٹو لگا دیا۔

ہسپتال۔ جیل خانہ اور قبرستان میں آنے والے کو خوش آمدید کہنا۔ اور پھر اس پر توقع رکھنا۔ کہ آنے والا خوش ہوگا۔ ایک نہایت ہی انوکھا خیال اور بہت کم لوگ اس قسم کی اختراع کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔ اور عام لوگ تو اسکی تہ کو پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اور ایسی اختراعات کے موجد کو ضرور انعام ملنا چاہیئے۔

ایک شخص نے عرضی لکھی۔ مضمون یہ تھا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ بڑی عادل و منصف ہے۔ کسی زبردست کو زیردست پر دست تعدی دراز نہیں کرنے دیتی۔ پھر کھٹمل ہمیں کیوں ستاتے ہیں۔ ان کو کیوں نہیں روکا جاتا۔ جواب ملا۔ کہ ان کے خون تم کو معاف ہیں۔ جتنے مارے جائیں۔ مارو۔ سرکار تم سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرے گی۔

فتاویٰ احمدیہ

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قرض کے متعلق دعا

ایک شخص نے اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی۔ فرمایا۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبکدوش ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ (الحکم ۱۹ر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

مکانات و جواہرات پر زکوٰۃ

کسی شخص کا خط سے سوال پیش ہوا۔ کہ میرا پانچسو روپیہ کا حصہ ایک مکان میں ہے۔ کیا اس حصہ میں مجھ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ جواہرات و مکانات پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بدر ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۷ء صـ ۴)

مکان اور تجارتی مال پر زکوٰۃ

ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مکان خواہ کتنے ہزار روپیہ کا ہو۔ اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اگر کرایہ پر چلتا ہو۔ تو آمد پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی تجارتی مال پر جو مکان میں رکھا ہے۔ زکوٰۃ نہیں۔ حضرت عمر رضؓ چھ ماہ کے بعد حساب کر لیا کرتے تھے۔ اور روپیہ پر زکوٰۃ لگائی جاتی تھی۔ (البدر ۱۴ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

قرض پر زکوٰۃ

ایک شخص کا سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ جو روپیہ کسی شخص نے کسی کو قرضہ دیا ہوا ہے کیا اس کو زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ فرمایا نہیں۔ (البدر ۲۱ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

کیا سفر میں روزہ رکھیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایام اُخر۔ یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ کہ جس کا اختیار ہو۔ نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اسلیئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے۔ تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اسکی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔ (الحکم ۲۶ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پائے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے۔ نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت۔ اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا۔ بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے۔ تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔ (البدر ۱۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء صـ ۷)

اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق گاندھی جی کی عقیدت

لالہ شیام سندر صاحب مدیر "الماس" گاندھی جی کے خیالات متعلق اسلام حسب ذیل شائع کرتے ہیں:-

"اسلام اپنے شاندار دور میں تمام دنیا کا ممدوح تھا۔ اسوقت جبکہ مغربی دنیا قعر ظلمت میں غرق تھی۔ افق مشرق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا۔ جس سے بےچین دنیا کو روشنی اور تسکین نصیب ہوئی۔ اسلام جھوٹا مذہب نہیں ہے۔ ہندوؤں کو بھی اس کا اسی طرح مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جس طرح میں نے کیا ہے۔ اور وہ بھی میری طرح اس سے محبت کرنے لگیں گے۔"

"جب میں آنحضرتؐ کی سیرت پاک کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اور کتاب کی آخری جلد ختم ہو گئی۔ تو مجھے افسوس ہوا۔ کہ اس مہتم بالشان ہستی کے حالات اور طویل کیوں نہ ہو گئے۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ اس زمانہ میں اسلام دنیا میں تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ بلکہ اسکی مقبولیت کا باعث آنحضورؐ کی انتہائی سادگی۔ بے نفسی۔ وعدہ ایفائی۔ بے خوفی۔ مقلدین اور اپنے دوستوں سے محبت اور اپنے خدا پر پورا اعتماد تھا۔ تلوار کا زور نہیں۔ بلکہ یہ اسباب تھے۔ جو تمام رکاوٹوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئے۔ اور تمام مشکلات پر غالب آ گئے۔

مجھ سے کسی نے کہا تھا۔ کہ جنوبی افریقہ میں جو یورپین آباد ہیں۔ وہ اسلام کی تبلیغ سے لرز رہے ہیں۔ اسی اسلام سے جس نے سپین کو تہذیب عطا کی۔ وہی اسلام جس نے مراکو میں ضیا پھیلائی۔ اور دنیا کو اخوت و مساوات کا سبق دیا تھا۔ جنوبی افریقہ کے یورپین اسلام سے اسلیئے خوفزدہ تھے۔ کہ اگر افریقہ کے دیسی باشندوں نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ تو وہ سفید قوموں سے مساوات طلب کریں گے۔ انہیں ڈرنے دیجیئے! اگر اخوت اور برادری گناہ ہے۔ اگر وہ اس امر سے پریشان ہیں۔ کہ نسلی امتیاز قائم نہ رہ سکے گا۔ تو ان کا خوف بجا ہے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر ایک زولو عیسائی ہو جاتا ہے۔ تو سفید رنگ عیسائیوں کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسلام قبول کرتے ہی وہ اسی پیالہ میں پانی پی سکتا ہے۔ اسی طشتری میں کھانا کھا سکتا ہے۔ جس میں کوئی اور مسلمان کھاتا ہے۔ یہی خوف ہے۔ جس سے ان کی روح کانپ رہی ہے۔"

(مہاتما گاندھی)

چیدہ خبریں

—— احساً علاقہ نجد میں پٹرول کے ۱۹ کنوئیں برآمد ہوئے ہیں۔ جہاں کثرت سے پٹرول برآمد ہونے کی بڑی امید ہے۔ زمین کی کھدوائی کے لئے ۳ ہزار مزدور لگائے گئے ہیں۔ جا بجا فوجی دستوں اور کمپنیوں کا کھلے طور پر بندوبست کیا جا رہا ہے۔

—— مکہ مکرمہ کے اخبار ”ام القریٰ“ کی زیر نگرانی حجازی نوجوانوں کو اخبار نویسی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

—— عہد نامہ سعد آباد ایک مشہور عہد نامہ ہے۔ جس کے ذریعہ اسلامی سلاطین جتھہ بند ہو رہی ہیں۔ افغانستان۔ عراق۔ ایران۔ ٹرک چاروں اسلامی ممالک نے یہ عہد نامہ مرتب کیا تھا۔ اب جلالۃ الملک ابن سعود بھی اس رشتہ اتحاد میں شامل ہو رہے ہیں۔

—— جدہ کے گردونواح میں بھی پٹرول کے چشمے پائے گئے ہیں۔ بعض جگہ سونے کی کانیں بھی نکلنے کی امید ہے۔ کان کنی کا کل سرمایہ ۷ کروڑ ۷۰ ہزار پونڈ ہوگا۔

—— سلطان ابن سعود والئے نجد و حجاز دمشق جا رہے ہیں۔ ان کا یہ دورہ غیر سرکاری ہے۔ مگر یورپ اور عرب میں اس سے کافی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ دورہ اس بات چیت کی شاخ ہے۔ جو ہر ہٹلر اور سعودی حکومت کے نمائندے کے درمیان ہوئی ہے۔

—— جدہ کی اطلاع منظہر ہے۔ کہ جاپان اور حکومت سعودیہ عربیہ کے درمیان تجارتی معاہدے پر جدید گفت و شنید شروع ہو گئی ہے۔ اس معاہدہ میں حکومت حجاز کی طرف سے یہ شرط رکھی گئی ہے۔ کہ معاہدے کی میعاد بہت قلیل ہوگی۔ اور جاپان کو حدودِ حجاز میں کسی قسم کی مراعات نہیں دی جائینگی

—— بغداد کی ایک اطلاع منظہر ہے۔ کہ اطالوی حکومت نے مشرقِ قریب میں پروپیگنڈا کرنے کے لئے کثیر رقم منظور کی ہے۔ اور اطالوی مبلغوں اور جاسوسوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ مصر۔ شام۔ فلسطین اور عراق میں پروپیگنڈا کی رفتار تیز کر دیں۔

—— ۱۔ بلاد عربیہ کو شیشے میں اتارنے کے لئے جرمنی زبردست لائحہ عمل تیار کر چکا ہے۔ اس سے فرانس میں غیر معمولی وجہ اضطراب پیدا ہو رہی ہے۔ یہاں یہ حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے۔ کہ ۱۷ر جون کو ہر ہٹلر نے سعودی مندوب شیخ خالد الہدیٰ کو باریابی کے دو شرف عطا کئے۔ پہلی ملاقات ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد ہر ہٹلر نے ہر دان ربن تڑاپ کی موجودگی میں دوسری ملاقات کی۔ دوسری ملاقات بھی ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی۔ شیخ خالد الہدیٰ نے ہر ہٹلر سے مندرجہ ذیل امور دریافت کئے۔

(۱) کیا جرمنی اور اس کے حلیف رسمی طور پر یہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ جن بلاد میں عربوں کی آبادی پچاس فی صدی سے زیادہ ہے۔ وہاں انہیں تفوق کا حق حاصل ہو۔

(۲) کیا جرمنی اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ اگر برطانیہ کے ساتھ عربوں کی جنگ ہو جائے۔ تو وہ (جرمنی) انہیں مادی۔ سفارتی اور عسکری امداد بہم پہنچائے۔ اگر جرمنی اس بات کے لئے تیار ہے۔ تو اس کی طرف سے کیا شرائط پیش ہوں گی۔

(۳) کیا جرمنی اور اس کے حلیف اس بات پر آمادہ ہیں۔ کہ فلسطین میں اگر عرب یہودیوں کے خلاف کوئی اقدام کریں۔ تو وہ (جرمنی) ان کی امداد کے لئے میدان میں نکل آئیں۔

شیخ خالد الہدیٰ کے ساتھ ہٹلر کی یہ ملاقات گوئبلز اور ہملر کی سر توڑ کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جسے جرمنی نے آخر کار حاصل کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہر ہٹلر نے شیخ خالد الہدےٰ کو واضح کر دیا۔ کہ جرمنی اور اس کے حلیف عربوں کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ہر ہٹلر نے شیخ خالد الہدیٰ سے کہا۔ آپ یقین جانئے۔ عالمگیر جنگ بہت جلد شروع ہونے والی ہے۔ اگر ہم عربوں کو سامانِ جنگ بہم پہنچا دیں۔ تو کیا وہ جنگ چپاول کا سلسلہ جاری رکھ سکیں گے۔ ہم ماہرین فن انسٹرکٹر اور ہنر آزما ان کے پاس بھیج دیں گے۔ شیخ خالد الہدیٰ نے کہا۔ میں انشاء اللہ ان باتوں کو اپنے جلالۃ الملک (ابن سعود) تک پہنچا دوں گا۔

—— بمبئی۔ مسٹر براؤن پریسیڈنسی مجسٹریٹ مجگاؤں کورٹ کے سامنے ایک چہاردہ سالہ کنواری اور تعلیم یافتہ حسین و جمیل عیسائی لڑکی نے ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والا بیان دیا ہے۔ جسے سنکر کمرہ عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ اس لڑکی نے مجسٹریٹ سے کہا۔ کہ ۱۲ و ۱۳ر جولائی کی درمیانی رات کو میرا پاپا (والد) میرے بستر پر آیا۔ اور مجھ سے پیار و محبت کی باتیں کرتے کرتے یکایک مجھ پر دست درازی شروع کر دی۔ اور رات بھر میں کئی مرتبہ میرے ساتھ جبراً زنا کیا۔ لڑکی کا پولیس سرجن نے معائنہ کر کے چلڈرن ہوم بھجوا دیا۔ ملزم یعنی لڑکی کا باپ وکٹر فرننڈ کو حراست میں بند رکھنے کا حکم دے کر مقدمہ آئندہ پیشی کے لئے ملتوی کر دیا۔

—— لاہور ۱۷ر جولائی۔ گذشتہ رات علاقہ تھانہ مزنگ میں ایک پولیس کانسٹیبل نے ایک لوہار مسمی غلام کو گرفتار کیا۔ اس کے قبضہ سے کچھ جعلی سکے اور جعلی سکے بنانے کے آلات برآمد ہوئے۔

—— لاہور کرنل سی۔ الیف کارسن جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے مقامی مجلس مشاورت کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ کہ سنہ ۳۸-۱۹۳۹ء کے دوران میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ورکنگ میں ۷ لاکھ روپے کا خسارہ ہوا ہے۔

—— جرمنی اپنے خفیہ ایجنٹوں کے ذریعہ سے انگلستان میں پرانے لوہے کی بہت بڑی مقدار خرید رہا ہے۔ ناکارہ موٹروں کے پرزے۔ سکے نکل کرومیم اور دوسرے ردی پرزے خریدے جا رہے ہیں۔ اس سامان کو گولے بنانے کے کام لایا جائیگا۔ ایجنٹ لوگ اس مال کو ہالینڈ کی بندرگاہوں میں پہنچا دیتے ہیں۔ وہاں سے اسے جرمنی پہنچا دیا جاتا ہے۔

گذشتہ سال جرمنی نے انگلستان سے دس ہزار ٹن ناکارہ لوہا خریدا۔ حالانکہ اس وقت خود انگلستان پرانا لوہا امریکہ سے خرید رہا تھا۔

جرمنی کے لئے انگلستان میں خفیہ طریق سے پرانا ربڑ اور جٹ بھی خریدا جا رہا ہے۔

—— حال ہی میں انگلستان میں ایک گائے نے جو چیری Cheery کے نام سے موسوم ہے۔ دودھ کی مقدار کا ریکارڈ توڑا ہے۔ یہ ریکارڈ انگلستان کا ہی نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کا ہے۔ چیری کی عمر اس وقت ۸ اور ۹ سال کے درمیان ہے۔ اور اس کے پست قد۔ چھوٹے چھوٹے سینگوں اور معمولی شکل و شباہت سے اچھی خاصی جانچ پہچان والوں کو بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ چیری کس بلا کا دودھ دینے والی گائے ہے۔

چیری نے ۳۳۶ دنوں یعنی ۲۹ دن کم ایک سال کے عرصہ میں ۳۸۶۰۶ پونڈ دودھ دیا۔ جو ہندوستانی وزن کے مطابق کم و بیش ستاون ۵۷ سیر روزانہ ہوتا ہے۔

—— جاپان نے دوسری قوموں کو الٹی میٹم دے دیا ہے۔ کہ بیرونی لوگ شکروار تک ٹناؤ اور لوبان کی بندرگاہوں سے نکل جائیں۔ میعاد گذر جانے پر کسی طاقت کے جہاز کو اس سمندر میں داخل نہیں ہونے دیا جاویگا۔ ان دنوں ٹوکیو میں برطانیہ کے خلاف زبردست مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اور شہر میں پوسٹر لگائے جاتے ہیں۔ کہ برطانیہ کو ایشیا سے نکال دو۔

—— انگلستان نے جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں ۱۲ سو نئے ہسپتال زخمیوں کے لئے ۳ لاکھ چارپائیاں ۲½ لاکھ سٹریچر تیار کروائے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے کے نوٹس پر ۱۲۰۰ ایمبولینس کاریں تیار رہیں گی۔

تحریک جدید کا دواخانہ

معجون قرنفل

معدہ کی خرابی تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قوت ہاضمہ میں فتور آچکا ہو۔ تو صالح خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور جسم کی نشوونما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ بھوک کم لگتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ آنتوں میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں معجون قرنفل اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ معدہ اور آنتوں کو نہایت درجہ قوت پہنچاتی ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اور غذا ہضم ہو کر جزو بدن بننے لگتی ہے۔ دماغ کو بھی جلا دیتی ہے۔ قیمت بیس روز کی خوراک عہ

ترکیب استعمال ۱۔ رات کو سوتے وقت ایک تولہ معجون پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل۔ دہلی

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)